رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

بروز سوموار اور جمعرات شائع ہوتا ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

اسسٹنٹ:۔ مہر محمد خان

نمبر ۶۲ | مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بفضلہ کی طبیعت اچھی ہے۔ ڈاک روزانہ حضور کے پاس پہنچائی جاتی ہے۔

۱۴ فروری کو سول سرجن صاحب گورداسپور نے نور ہاسپٹل کا معائنہ کیا

مولوی نور احمد صاحب لکھوی کے ساتھ جناب حافظ روشن علی صاحب کی کئی دن بعد از عصر گفتگو ہوتی رہی۔ مولویصاحب نے پہلے دن تو جواب میں ایک آدھ بات کہی۔ لیکن پھر انکی یہ حالت ہو گئی کہ چند الفاظ بکد کرتے تھے۔ جو دوسرے سے پڑھوا دینا کافی سمجھتے ہیں اور بس۔ اسپر جناب حافظ صاحب مفصل تقریر کرتے۔ اور مولوی صاحب سنکر تشریف لیجاتے ۱۶ تاریخ انہوں نے آنا ہی بالکل۔ اس سے ان غیر احمدیوں کو فائدہ پہنچنے کی امید کی جاتی تھی جو گفتگو سننے کی غرض سے آتے

امریکہ میں اشاعت احمدیت

نامہ صادق مرزا

دو نئے احمدی

محبت کے گرجا میں وعظ

میں اس سے قبل قریباً ۹ رپورٹیں خاص الفضل کیواسطے لکھ چکا ہوں۔ اور یہ دسویں رپورٹ ہے۔

شیخ دین محمد امریکن

اس وقت خاص خوشی کی جو خبریں میں احباب کو پہنچانا چاہتا ہوں ان میں اول یہ کہ ایک معزز خاندانی بزرگ بنام مسٹر مائیکل مارٹ جو شہر نیو اورلی انس میں رہتے ہیں۔ اور قریباً دو ماہ سے عاجز کے ساتھ انکی خط و کتابت تھی۔ اپنے قبول اسلام کا اعلان کرتے ہوئے داخل سلسلہ حقہ احمدیہ ہوئے ہیں۔ ان کی درخواست بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بھیج دی گئی ہے۔ اپنے خط کے ساتھ انہوں نے کچھ نذرانہ بھی بھیجا ہے۔ یہ دوسرے نو مسلم ہیں۔ جن کا نذرانہ بعینہ امریکن نوٹ حضرت کے حضور یہاں سے بھیجا گیا ہے۔ قبل ازیں فاطمہ مصطفےٰ دوبار حضور کی خدمت میں پانچ پانچ ڈالر بھیج چکی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے ایسے مخلصین بہت سے پیدا کرے۔ اور امریکہ کا احمدیہ مشن نہ صرف اپنے اخراجات پورے کرے۔ بلکہ قادیان کی مرکزی ضروریات میں بھی بڑھکر حصہ لے۔ آمین۔ مسٹر مارٹ مدت سے اسلامی خوبیوں کے گرویدہ تھے۔ اور اپنے شہر میں بعض مسلمانوں سے ملتے رہتے تھے۔ اور انھوں نے ان کا نام شیخ دین محمد رکھا ہوا تھا

لیکن اب تک انھوں نے باقاعدہ طور پر اپنے اسلام کا اعلان نہ کیا تھا۔ چونکہ ان کی واقفیت بہت ہے۔ اس واسطے ان کے ذریعہ سے اور اصحاب کے مسلمان ہونے کی بھی اُمید ہے۔

مسٹر رومن احمدی

دوسرے ایک بنگالی نوجوان جو پندرہ سال سے اس ملک میں رہتے ہیں۔ ملازم ہیں۔ یہاں ہی شادی کی ہے۔ اور گویا گھر بار اسی جگہ بنا لیا ہے۔ جب سے عاجز شکاگو میں آیا۔ اور اتفاق سے ملے اکثر آتے رہے اور لیکچروں میں شامل ہوتے رہے۔ سلسلہ کا ذکر ان سے ہوتا رہا۔ آخر ۱۰ر دسمبر کو بعد نماز جمعہ عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ ان کا اصلی نام لطیف الرحمٰن ہے۔ یہاں مسٹر رومن کر کے مشہور ہیں۔ ان کا اعلان احمدیت بھی مع ان کے نذرانہ کے حضرت کے حضور میں بھیج دیا گیا ہے۔

گرجا میں وعظ

ایک صاحب مسٹر ولکاکس نام ہیں۔ انھوں نے اپنے گرجا کا نام "چرچ آف لو" رکھا ہے جسکے معنے ہیں کلیسیائے محبت۔ اس انوکھے نام کے سبب ایک صبح میں ان کے گرجا میں چلا گیا۔ اتفاقاً وہاں ایک ایسے صاحب موجود تھے۔ جو میرے ایک لیکچر میں شامل ہو چکے تھے۔ انھوں نے ناظم گرجا سے میرا ذکر کیا۔ اس پر ناظم صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ میری درخواست ہے۔ کہ سب سے اوّل آپ کچھ تقریر کریں۔ میں نے کہا اچھا۔ میں جب ممبر پر گیا۔ تو انھوں نے مجھے انٹروڈیوس کرتے ہوئے حاضرین کو کہا کہ "پروفیسر صادق ہندوستان سے آئے ہیں۔ اور چونکہ ہمارا یہاں پہلا گرجا ہے۔ اسواسطے میں نے ان سے درخواست کی ہے۔ کہ ہمارے گرجائے محبت کا آغاز ان کے مُقدس وعظ سے ہو"۔ میں نے مختصر الفاظ میں محبت کے معنے۔ اور کس سے محبت کرنی چاہیئے۔ اور سب سے زیادہ محبت کا مستحق اللہ تعالےٰ ہے۔ اور اس کی محبت کا راستہ وحی والہام سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انبیاء کا ذکر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد نبی اللہ کا ذکر کیا۔ حاضرین بہت ہی خوش ہوئے۔ اکثروں نے مانگ مانگ کر میرے کارڈ لئے کہ مکان پر آئینگے۔ اور میرے لیکچر سُنیں گے۔ چنانچہ ۱۲ر دسمبر کے لیکچر میں ایک جماعت اس گرجا میں جانے والوں میں سے ہمارے ہال آئی۔ اور لیکچر سُنا۔ اور لیکچر کے بعد اپنی خوشی سے کچھ چندہ بھی دے گئے۔

امریکہ میں بے امنی

ہندوستان میں تو لوگ سمجھتے ہیں کہ یورپ امریکہ بڑے مہذب ملک ہیں۔ اور ان میں کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان ملکوں میں ہندوستان سے بدرجہا بڑھ کر جان اور مال کا خطرہ ہے۔ اہل ہند کو گورنمنٹ برطانیہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کہ وہاں بہت ہی امن ہے یہاں بالخصوص آج کل کارخانوں کے بند ہونے اور مزدوروں کے بے کار پھرنے کے سبب اسقدر چوری اور قزاقی اور ہولڈ اپ کے واقعات بڑھ رہے ہیں کہ الاماں! شہر شکاگو کے مرکزی حصہ میں ایک دن ۲۵ واقعات ہوئے۔ Hold-up یہ ہے۔ کہ چند بدمعاش کسی دوکان میں گھس کر یا کسی راستہ جاتے کو پستول سامنے کر کے کہتے ہیں۔ Hold-up۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے ہاتھ اونچے کر کے چُپ چاپ کھڑے ہو جاؤ۔ تاکہ ہم تمہاری جیب سے جو چاہیں نکال لیں۔ اکثر چور موٹروں میں سوار ہو کر جاتے۔ اور چوری کر کے موٹروں میں بھاگ جاتے ہیں۔ ایک دن کا اخبار برائے ملاحظہ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح بھیجا گیا ہے۔ احباب دُعا کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے شر سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

میاں غلام حسین مرحوم

ہندوستان کے خطوط سے حضرت میاں غلام حسین صاحب ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور کی وفات کی خبر سُنکر بہت ہی افسوس ہوا۔ اگر خدا تعالےٰ کو منظور ہے اور عاجز بخیریت ہندوستان پہنچا۔ تو حافظ حامد علی صاحب اور حافظ معین الدین صاحب اور میاں غلام حسین صاحب۔ اور منشی محمد اروڑا صاحب جیسے کئی ایک مخلصین کو نہ دیکھنے کا خاص صدمہ ہو گا۔ میاں غلام حسین صاحب مرحوم رُوحانیت اور اخلاص میں ایک روشن چراغ تھے بھیرہ میں تو وہ ایک ولی اللہ تھے۔ جن کا وجود سب کے واسطے ایک سہارا تھا۔ مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضور کی زندگی میں بیعت کی تھی۔ اور تب سے نہایت اخلاص کے ساتھ ہمیشہ لوگوں میں تبلیغ کرتے تھے۔ شہر میں ان کی نیکی۔ تقویٰ۔ بے نفسی اور مخلوق سے بے غرضی کا ایسا اثر تھا۔ کہ ہندو مُسلمان سب اُن کی عزت کرتے تھے۔ مُنکران خلافت میں سے کسی نے انہیں جا کر کہا کہ آپ نے محمود کی کیوں بیعت کر لی ہے۔ وہ تو کہتا ہے کہ مرزا صاحب نبی تھے۔ میاں صاحب نے فرمایا۔ تمہیں باپ کی نبوت کا انکار ہے اور میں بیٹے میں نبوت کے آثار پاتا ہوں۔ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔ مرحوم میرے والد مرحوم کے خاص دوستوں میں سے تھے۔ اور مجھ پر ہمیشہ ازحد شفقت اور مہربانی کرتے تھے۔ لیکن تعلق احمدیت میں آکر میرا اس طرح ادب اور تکریم کرنے لگ گئے تھے۔ کہ میں شرمندہ ہوتا تھا۔ میرے ایام سفر میں انھوں نے میری دُعاؤں کے ساتھ بہت امداد کی۔ اور اپنے مخلصین سے اخراجات تبلیغ کے واسطے روپیہ جمع کر کے بھیجتے رہتے تھے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ الہام جاری تھا۔ اور کئی ایک الہام عاجز کے متعلق بشارات آپ کو ہوئے۔ جو مجھے تحریر فرمائے۔ مرحوم شہر بھیرہ کے ایک نہایت شریف خاندان سے، قوم قریشی صدیقی تھے۔ اور آپ کے تمام اہل وعیال آپ کے خاندان کے کئی ایک ممبر سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہیں اور آپ کے حقیقی برادر مولوی فضل الٰہی صاحب صوفیانہ طرز میں خاموشی کے ساتھ نیک کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے حقیقی برادر زادہ مولوی فضل حق صاحب بی اے ریاست چھترپور کے وزیر اعلیٰ اور چیف جج ہیں۔ اور برادرم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے بہنوئی ہیں۔ اور ایک برادر زادے علی گڈھ کے پروفیسر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اور مرحوم کی اولاد کو نیکی اور پاکیزگی اور اخلاص میں مرحوم کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین۔ اللھم مرحوم کو جنت میں بہت بلند درجات اور اپنا قرب خاص مرحمت فرمائے۔ آمین۔

خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ از امریکہ۔ ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۰ء

اطلاع:۔ گذشتہ پرچہ میں "احمدی مستورات کی انجمنیں" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے وہ محترمہ [illegible] صاحبہ [illegible] کا ہے [illegible] سہواً نام [illegible] لکھا گیا تھا۔ لیکن حقیقۃً [illegible]

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان - ۱۷ر فروری ۱۹۲۱ء

سلطنت برطانیہ کو اسلامی سلطنت بنانے کی کوشش

حضرت مسیح موعودؑ سے خدا کے وعدے

خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کی سعی کرو

خدمتِ اسلام کے لئے تیار ہو جاؤ

ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ اس مبارک تقریب کی اطلاع اکناف عالم میں پہنچ چکی ہے جو ۶ر فروری ۱۹۲۱ء بروز یکشنبہ خاص لنڈن میں اس مقام پر منعقد ہوئی جس کا نام Putney (پٹنی) ہے اور جہاں جماعت احمدیہ نے تعمیر مسجد کے لئے ایک وسیع مکان مع فراخ احاطہ کے خرید کیا ہے۔ اور جسے خدا کے فضل اور رحم کے ماتحت یورپ میں اشاعت اسلام کا دائمی مرکز کہا جا سکتا ہے۔

اس تقریب پر جو کارروائی ہوئی۔ اس کی مفصل اطلاع تو جب موصول ہو گی۔ اسوقت شایع کی جائیگی۔ اسوقت صرف ریوٹر کی تار ہمارے سامنے ہے۔ جو گذشتہ پرچہ میں شایع کی جا چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اچھے خاصے مجمع میں جس میں ہندوستانی اور غیر ہندوستانی مسلمان اور یورپین نومسلم موجود تھے۔ نئے مکان میں احمدیہ مشن کو افتتاح کی رسم ادا کی گئی۔

اس موقعہ پر جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال نے جو تقریر کی۔ اس کا صرف اسقدر خلاصہ دیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے انگلستان اور ہندوستان کے درمیان امن اور صلح قائم رکھنے کی امید گاہ سلسلہ احمدیہ کو بتایا۔ اور امید ظاہر کی۔ کہ انشاء اللہ ایک دن سلطنت برطانیہ حقیقی طور پر مسلمان ہو جائیگی۔ اور اسوقت کالی اور گوری نسل اور قومیت کا اس میں کوئی خیال نہ رہیگا۔

یہ بات انگلستان کے لوگوں کے لئے یقیناً نئی ہو گی۔ کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان حقیقی امن اور صلح کی امید گاہ سلسلہ احمدیہ ہی ہے۔ لیکن جو لوگ ہمارے سلسلہ کے اصول اور قواعد سے واقف ہیں۔ اور ہماری جماعت کے طرز عمل سے آگاہ ہیں۔ انہیں اسوقت جبکہ ہندوستان سیاسی طوفان میں سے گذر رہا ہے۔ خوب اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ہماری جماعت کسقدر امن پسند ہے۔ اور اس کے اصول کیسے پُر امن ہیں۔ ان حالات سے واقف کار انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے درمیان اتحاد اور امن کی بنیاد انہی اصول پر رکھی جا سکتی ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ پیش کرتا ہے۔ اور یہی بنیاد دیرپا اور مستحکم کہلا سکتی ہے۔

خیر یہ تو وہ حقیقت ہے۔ جسے دُنیا خود بخود آئندہ چل کر دیکھیگی۔ اور چار و ناچار تسلیم کریگی۔ اسوقت میں جس امر کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وہ مکرم چودہری فتح محمد صاحب سیال کی یہ سچی امید ہے کہ ایک دن سلطنت برطانیہ ایک مسلمان سلطنت ہو جائیگی۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ کے جو وعدے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ امید کوئی ایسی امید نہیں ہے۔ جو پوری نہ ہونیوالی ہو۔ یہ ضرور پوری ہو گی۔ اور اس سے بھی زیادہ وسعت کے ساتھ پوری ہو گی (انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کب اور کن لوگوں کے ذریعہ پوری ہو گی۔ اس کا جواب ہر ایک احمدی کو اپنے نفس سے پوچھنا چاہیئے۔ اگر تمہارے اندر ایسی تڑپ ہے۔ جو ملکوں کے ملکوں کو اسلامی جھنڈے کے نیچے لانے کے لئے تمہیں بے چین کئے ہوئے ہے۔ اگر تمہارے اندر ایسا جوش ہے۔ جو سلطنتوں کی سلطنتوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے زور سے اُبل رہا ہے اگر تمہارے قلب میں ایسا ولولہ ہے۔ جو اسلام کی خاطر تمہیں ذرہ بھر بھی نہیں۔ بلکہ جان بھی ناگیں کئے ہوئے ہے تو مبارک ہو تم اور مبارک ہیں تمہاری اُمیدیں۔ لیکن اگر تمہاری یہ حالت نہیں۔ تم میں ایسا جوش نہیں۔ تم میں ایسی تڑپ نہیں۔ تو مجھے یہ کہنے سے معاف فرمائیگا کہ پھر تم وہ نہیں ہو۔ جو خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو پورا ہوتا دیکھ سکو۔ جن کی بشارت حضرت مسیح موعود کو دی گئی ہے۔ اور جن کو سُنکر تمہارے چہرے خوشی اور مسرت سے کھل جاتے ہیں۔ وہ مبارک ہستیاں اور ہی ہونگی۔ جو دین کے لئے جانبازی دکھائینگی۔ اور پھر خدا کے وعدوں کو پورا ہوتا دیکھینگی۔ اور تم سے پیچھے آکر آگے نکل جائینگی۔

اسوقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین کی خدمت کرنے کا جو موقعہ ہمیں حاصل ہے۔ وہ نہایت ہی مبارک ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے طفیل ہماری معمولی معمولی کوششوں کے ایسے عظیم الشان نتائج نکل رہے ہیں کہ ہمیں ان کو اپنی کوششوں کے نتائج کہتے ہوئے شرم دامنگیر ہوتی ہے لیکن اگر ہم اپنی کوشش اور سعی کو اور وسیع کر دیں۔ اور ہر ایک احمدی دین کی خدمت میں لگ جائے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں حیرت انگیز انقلاب آ سکتا ہے۔ اور ساری دُنیا میں احمدیت کا ڈنکا بج سکتا ہے۔

دیکھو گذشتہ سال لنڈن میں خانہ خدا تعمیر کرنے کے لئے جو کوشش کی گئی۔ اس کی پہلی ہی تقریب نے کتنی اہمیت اختیار کر لی ہے۔ کہ ریوٹر ایجنسی نے اس خبر کو دور دراز ممالک میں پہنچانا ضروری سمجھا ہے۔ اور اس طرح لاکھوں آدمیوں تک سلسلہ کا نام پہنچ گیا ہے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ جوں جوں ہم ولایت میں اپنی تبلیغی کوششوں کو وسیع کرتے جائینگے۔ ہماری جماعت خاص اہمیت حاصل کرتی جائیگی۔ اور ہمارے لئے تبلیغ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے نئے نئے سامان پیدا ہوتے رہینگے۔ پس اے احمدی جماعت کے فدائیو! اُٹھو اور دُنیا کو دکھا دو کہ تم نے "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے کا عہد منہ سے ہی نہیں کیا۔ بلکہ اپنے جسم کے ذرہ ذرہ میں نقش کیا ہے۔ اور عملی طور پر تم اس کو پورا کر رہے ہو۔ دیکھو تمہارا ایک بھائی جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے گھر بار۔ بیوی بچوں کو چھوڑ کر لنڈن میں بیٹھا ہو۔

اسکی طرف سے اعلان ہو کر لاکھوں انسانوں میں شائع ہو چکا ہے کہ وہ دن آنیوالا ہے۔ جب سلطنت برطانیہ ایک سچی اسلامی سلطنت ہوگی۔ اور چونکہ یہ اعلان اس نے اپنی طرف سے نہیں کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے ساتھ خدا تعالےٰ کے جو وعدے ہیں۔ ان کی بنا پر کیا ہے۔ اسلئے اسے مسیح موعود کی طرف سے ہی سمجھا جائیگا۔ تم اس کو سچا ثابت کر کے دکھا دو۔ اور جس دن کا اس میں ذکر کیا گیا ہے اس کو جلد سے جلد لے آؤ۔ اگر تم دین کی خدمت کیلئے اٹھو گے۔ تو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔ اور تم ضرور کامیاب ہو کر رہو گے ؛

پس وہ بھائی جو ممالک غیر میں تبلیغ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اٹھ کھڑے ہوں۔ کمریں کس لیں اور بالکل تیار ہو کر اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور پیش کر دیں۔ اور دوسرے بھائی جہاں اپنے اپنے حلقہ میں تبلیغ کرتے رہیں۔ وہاں جماعت کی مالی ضروریات کی فراہمی کا بھی خاص خیال رکھیں۔ اگر ہماری جماعت ساری کی ساری پورے جوش اور سعی سے خدمت اسلام میں لگ جائے تو خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی راہ نمائی میں نہایت ہی دل خوش کن نتائج نکل سکتے ہیں خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین ؛

اردو اخبارات کی تنگ دلی

ریوٹر کی وہ برقی خبر جسمیں لنڈن میں ایک اسلامی انسٹی ٹیوشن کے ایک عظیم الشان مکان میں افتتاح کا ذکر تھا ہندوستان کے بعض نہایت موقر اور معزز انگریزی اخبارات میں تو شائع ہوئی ہے لیکن اردو اخبارات جس قدر ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ انمیں سے سوائے "وکیل" امرتسر کے کسی نے اپنے کالموں میں درج نہیں کی۔ اور "وکیل" نے بھی پورا ترجمہ نہیں دیا۔ اسمیں سلسلہ احمدیہ کا جو ذکر تھا اسے کھا گیا ہے معلوم نہیں وکیل کا یہ فعل اسکے اس دعویٰ کے کہاں تک مطابق ہے جو چند ہی دن ہوئے اسنے ہمارے ایک معزز بھائی حافظ سید عبد المجید صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ منصوری کو مخاطب کر کے بذریعہ اخبار کیا تھا کہ "ایڈیٹر وکیل کو اب بھی آپ کے سلسلہ کے ساتھ کوئی تعصب نہیں۔ اور وہ اس کے ہر ایک مفید کام کی تائید کرنے کو تیار ہے۔" ریوٹر کے تار کا ترجمہ کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے ذکر کو حذف کر دینا اگر تعصب کا نتیجہ نہیں تو ایڈیٹر صاحب وکیل بتائینگے اور کیا ہے ؟

اردو اخبارات اور خاصکر مسلمان اخبارات کی یہ تنگ دلی نہایت ہی قابل افسوس ہے وہ ریوٹر کی بھیجی ہوئی اس قسم کی خبروں کو تو بڑی خوشی سے اپنے کالموں میں جگہ دیتے ہیں جو کھیل و تماشہ کے متعلق ہوں یا ادنیٰ معمولی اور غیر مفید باتوں کے متعلق ہوں لیکن یہ خبر جس کو لنڈن میں اسلامی مرکز کے افتتاح کی خوشخبری معلوم ہوتی تھی اسکے لئے وہ کوئی گنجائش نہ نکال سکے جن لوگوں کو اسقدر بھی وسعت قلب حاصل نہ ہو اور جنکی تنگ ظرفی کی یہ حالت ہو۔ ان سے کسی قسم کی بھلائی اور بہتری کی توقع رکھنا غلطی ہے۔ کاش! یہ لوگ پہلے اپنی حالت کو درست کریں اور پھر حکمرانی حاصل کرنے کے خواب دیکھیں ؛

اصل سوال یہ ہے

پروفیسر رام دیو صاحب کے اعتراضات کے جواب میں احمدی اخبارات نے جس زور کیساتھ نوٹس لیا ہے اور جس خوبی سے اسبات کا ثبوت دیا ہے کہ پروفیسر صاحب نے اسلام کے خلاف اعتراض کرنے کا جو رنگ اختیار کیا ہے وہ سب سے زیادہ آریہ سماج کے پول کو ظاہر کرنیوالا ہے۔ اسپر آریہ اخبار "پرکاش" کو اپنے گھر کی فکر پڑ گئی ہے چنانچہ لکھتا ہے "قادیان کے تمام اخبارات نے ..... ویدک دھرم کے خلاف جسقدر بھی اعتراض ہو سکتے ہیں۔ لکھنے کرنے شروع کر دئے ہیں۔" اور ان اعتراضات سے بچنے کے لئے لکھتا ہے "لیکن یہ تمام اخبارات اصل سوال کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ سوال اسوقت یہ نہیں کہ ویدک دھرم اچھا ہے یا برا۔ بلکہ یہ کہ اسلام کے متعلق جو کچھ سید امیر علی اور مسٹر صلاح الدین خدا بخش نے کہا ہے وہ درست ہے یا غلط"

پھر آگے چلکر صاف الفاظ میں ویدک دھرم کو بچانے کی کوشش کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "پروفیسر صاحب کسی بھی ذمہ وار سر کردہ مسلمان سے مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن اسوقت مباحثہ اسلام پر ہوگا نہ کہ ویدک دھرم پر" معلوم ہوتا ہے کہ ویدک دھرم کو بحث کے نیچے سے نکالنے کی فکر نے ایڈیٹر صاحب پرکاش کو اتنا بھی نہیں سمجھنے دیا کہ اصل سوال کیا ہے۔ اصل سوال اس موقعہ پر یہ نہیں کہ اسلام اچھا ہے یا نہیں بلکہ وہ ہے جسپر پروفیسر صاحب نے لیکچر دیا کہ کونسا مذہب دنیا کی تسلی کا موجب ہو سکتا ہے اس سوال کو حل کرتے ہوئے جس طرح پروفیسر صاحب اسلام کو زیر بحث لائے اور اسپر انہوں نے اعتراض کئے۔ اسی طرح ویدک دھرم کو بھی اس بحث میں آنا پڑیگا۔ اور ہمارا حق ہوگا کہ اسکو دنیا کی تسلی کے ناقابل ثابت کرنے کیلئے اسپر اعتراض کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ پروفیسر صاحب سوال تو یہ لیکر کھڑے ہوں کہ کونسا مذہب دنیا کی تسلی کا باعث ہو سکتا ہے اور صرف دوسرے مذاہب پر الٹے سیدھے اعتراض کر کے بیٹھ رہیں۔ بلکہ اس مقابلہ میں انہیں ویدک دھرم بھی لانا پڑیگا۔ اور اسپر جو اعتراض کئے جائینگے ان کا جواب دینا ہوگا۔ اصل سوال وہی ہے جس کے متعلق پروفیسر صاحب نے لیکچر دیا تھا اور اس کو حل کرتے ہوئے ویدک دھرم کو بھی ضرور بحث میں لانا پڑیگا نہ کہ پرکاش اور پروفیسر صاحب اسے چھپا کر رکھ سکینگے ؛

پروفیسر رام دیو صاحب ثبوت دیں

۶ فروری ۱۹۲۱ء کے پرکاش میں پروفیسر رام دیو صاحب کا ایک مضمون بعنوان "میرا لیکچر اور احمدی اخبارات" شائع ہوا ہے۔ اسمیں پہلے تو انہوں نے اسبات کا اظہار کیا ہے کہ وہ حضرت خلیفہ ثانی کے چیلنج کو منظور کر چکے ہیں اور آپکے جواب کے منتظر ہیں اسکے بعد "احمدی اخبار نویسوں" نے جو خاص تمیز ان کے لیکچر کے جواب میں دکھائی ہے اسپر اظہار خیالات کرنیکے بعد آخر میں لکھا ہے :-

"مرزا محمود احمد صاحب نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میں ان کے ساتھ سید امیر علی کی پوزیشن کے متعلق بحث کروں۔ انکی اس خواہش کے مطابق میں نے ان کے چیلنج کو بھی منظور کر لیا ہے۔"

پہلا چیلنج جو پروفیسر صاحب نے منظور کیا ہے اور جس کے جواب کے وہ منتظر تھے اس کا جواب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے مفصل و مشرح مع شرائط مباحثہ ۱۰ فروری کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے اور دوسرا چیلنج جو پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ سید امیر علی صاحب کی پوزیشن پر بحث کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے بھیجا ہے ہمیں اس کا علم نہیں۔ الفضل یا قادیان کے کسی دوسرے اخبار میں ہماری نظر سے اس مقصد کا کوئی چیلنج نہیں گذرا۔ نہ کوئی علیحدہ اشتہار ہی ہمارے علم میں ہے۔ اسلئے ہم جناب پروفیسر صاحب سے دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور یہ ذمہ واری ان کے سر عائد ہوتی ہے کہ وہ ہمیں اس چیلنج کا ثبوت دیں اور دکھائیں جسمیں ہمارے امام نے انکو سید امیر علی کی پوزیشن پر بحث کرنے کی دعوت دی ہے کیا پروفیسر صاحب کوئی ثبوت دینگے پروفیسر صاحب کو اچھی طرح یاد رہنا چاہیئے کہ انہیں تو سید امیر علی صاحب کی پوزیشن کے متعلق بحث کرنے کے لئے کہا گیا ہے اور نہ اسکی کوئی ضرورت ہے۔ کیونکہ سید صاحب کے اقوال ہمارے لئے کوئی حجت نہیں ہیں۔ اور نہ انکی پوزیشن ہمارے لئے قابل سند ہے۔ پروفیسر صاحب کو کہا گیا ہے کہ اسلام کے جن مسائل پر انہوں نے سید امیر علی صاحب کی آڑ لیکر اعتراض کئے ہیں انکے متعلق وہ بحث کر سکتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق پروفیسر صاحب نے قرآن کریم پر اعتراض کرنے کی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے اجازت مانگی ہے جو انہیں دیدی گئی ہے۔ ہاں انکو ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ پروفیسر صاحب نے سید امیر علی صاحب کی کتاب کے حوالے بھی غلط طور پر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روزانہ ڈائری

۸ فروری سنہ ۱۹۲۱ء

(بعد نماز عصر)

رویا

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ آج میں نے عجیب رؤیا دیکھی ہے۔ تمام یاد نہیں مگر آخری حصہ یاد ہے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جلسہ کا موقعہ ہے اور میں لیکچر دے رہا ہوں۔ جس کا آخری حصہ یہ ہے۔ کہ میرا مضمون ہے۔ کہ دو قسم کے انسان دنیا میں ہوتے ہیں اوّل وہ جن کی ذات خدا کو محبوب ہوتی ہے۔ مگر ان کے کام محبوب نہیں ہوتے۔ دوئم وہ جن کی ذات بھی محبوب ہوتی ہے۔ اور ان کے کام بھی محبوب ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ جن کی ذات تو محبوب ہوتی ہے۔ مگر کام محبوب نہیں ہوتا ان کی ذات کی اللہ تعالےٰ حفاظت کرتا ہے۔ مگر کام کی حفاظت نہیں کرتا۔ یعنی ان کا کام مٹ جاتا ہے مگر دوسری قسم کے لوگ جن کی ذات اور کام دونوں محبوب ہوتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کی ذات کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ اور کام کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ اگر ان کی ذات پر کوئی حملہ کرے تو اس کو مٹا دیتا ہے۔ اور اگر ان کے کام کوئی مٹانا چاہے۔ تو وہ بھی ناکام رہتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس کو سزا دیتا ہے۔

ان دونوں قسموں کے لوگوں کی مثال میں میں نے کہا۔ کہ پہلی قسم کے لوگوں میں جن کی محض ذات سے محبت تھی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہیں۔ ان کی ذات سے خدا تعالےٰ کو محبت ہے اب بھی اگر کوئی شخص ان کی ہتک کا مرتکب ہو۔ تو اس سے اللہ تعالےٰ مواخذہ کرے گا۔ لیکن ان کے کام ہمیشہ کے لئے نہ تھے۔ اس لئے ان کے کام کی حفاظت اللہ تعالےٰ نہیں کر رہا۔ ایک وقت تک ان کا کام مفید تھا حفاظت کی گئی۔ اب اس کی کوئی حفاظت نہیں۔

دوسری قسم میں میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا اور کہا کہ ان کی ذات اور کام محبوب ہے۔ ان کی ذات کی بھی حفاظت اللہ تعالےٰ کر رہا ہے۔ اور انکے کام کی بھی۔

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

مراکز اسلام میں تبلیغ

ایک عرب صاحب نے جو قادیان میں مقیم ہیں۔ اپنے چند عربی اشعار پڑھے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ابھی تک مراکز اسلام ہماری تبلیغ سے خالی ہیں۔ عرب۔ شام۔ عراق۔ مصر۔ وغیرہ۔ وہاں اس قسم کی بحثیں نہیں جو یہاں ہوتی ہیں۔ متوفیک کے معنے وہ ممیتک ہی کرتے ہیں۔ جدہ میں ایک ہندوستانی تاجر سے بحث ہوئی۔ وہ ماننے میں نہ آئے آخر میں نے ایک بدو سے پوچھا۔ اس نے کہا۔ کہ متوفیک کے معنے ممیتک ہی ہیں۔ اسی طرح مکہ کے بعض علماء سے گفتگو ہوئی۔ وہ لوگ تقدیم و تاخیر تو کرتے ہیں۔ مگر متوفیک کے معنوں میں ان کو اختلاف نہیں۔

پر اسرار بیماری

فرمایا کہ انفلوئنزا کی وارداتیں پھر شروع ہو گئی ہیں۔ ولایت کے ڈاکٹروں نے شائع کیا ہے۔ کہ بارہ پندرہ سال تک خطرہ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۸-۱۹ کی طرح حملہ ہونگے۔ اور اب تک یہ مرض پر اسرار ہے۔ ہمارے معترض کہتے ہیں کہ یہ مرض پہلے بھی تھا۔ مگر ماہرین ابتک کہ اس کے کئی حملے ہو چکے ہیں یہی کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ پر اسرار مرض ہے۔ یورپ میں بھی یہ مرض جاری ہے۔ اور اس نے وہاں کئی صورتیں اختیار کر لی ہیں۔ کبھی مریض ہچکیاں لیتے لیتے بے ہوش ہو کر مر جاتا ہے۔ کبھی نیند میں ہی خاتمہ ہوتا ہے۔ اس مرض کا معمولی حملہ بھی سخت کمزور کر دیتا ہے۔

۹ فروری سنہ ۱۹۲۱ء

(بعد نماز فجر)

خطبہ نکاح

خان محمد اوصاف علی خان صاحب سی آئی ای۔ کا نکاح امۃ اللہ سلیمہ بیگم بنت جناب ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری سے مبلغ ۸ ہزار مہر پر ۹ فروری سنہ ۱۹۲۱ء کو صبح کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔ اس میں جو نصائح بیان فرمائیں وہ اپنے لفظوں میں لکھی جاتی ہیں۔ فرمایا نکاح کا معاملہ بہت خشیت اور ڈر کا معاملہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا خاتمہ چند سال میں نہیں ہو جاتا۔ لوگ کہتے ہیں۔ عمر بھر کے لئے ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ یہ لاکھوں سال کے لئے ہے۔ بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ عرصہ کے لئے۔ کیونکہ مرنے کے بعد بھی یہ تعلق اپنے اثرات چھوڑتا ہے۔ اس لئے اس میں بہت خشیت اور خوف کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ انسان بہت احتیاط اور فکر سے کام لے۔ اور تقویٰ کے ماتحت دعاؤں اور استخاروں پر زور دے۔ مگر لوگ اس معاملہ میں عموماً دعاؤں اور احتیاطوں سے کام نہیں لیتے۔ حکم ہے۔ کہ صاف سیدھی بات کہو۔ مگر لوگ پیچ دار بات کہتے ہیں۔ حکم ہے کہ تقویٰ سے کام لو۔ مگر سنا ہے۔ کہ لوگ خصوصاً عورتیں اس موقعہ پر گالیاں اور فحش گیت گاتی ہیں۔ جس سے دلوں پر زنگ لگتا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ہماری جماعت میں یہ بات نہیں۔

فرمایا۔ اس میں استخارہ کی ضرورت ہوتی ہے رسول کریم نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ مسلمان کا کوئی کام استخارہ کے بدوں نہیں ہونا چاہیئے۔ کم از کم بسم اللہ سے ضرور شروع ہو۔ اور طریق استخارہ یہ ہے۔ کہ دعاء استخارہ پڑھی جائے۔ ایک دفعہ کم از کم۔ ورنہ سات دن تک۔ عموماً صوفیاء نے چالیس دن رکھے ہیں۔ اس کے بڑے برکات ہوتے ہیں جن کو ایک شخص جس کو تجربہ نہ ہو۔ نہیں سمجھ سکتا۔

ایک شخص روئی کا بہت بڑا سودا کرنے لگے حضرت خلیفۂ اوّل سے مشورہ لیا آپ نے فرمایا۔ کہ استخارہ کرو انہوں نے کہا۔ کہ اس میں یقینی فائدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کو کیا حرج ہے۔ استخارہ کے معنے بھی خیر طلب کرنے کے ہی ہیں۔ آخر انہوں نے اکراہ سے استخارہ کیا۔ جب وہ سودا کرنے لگے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسا سبب ان کے لئے بنایا۔ کہ وقت پر ان کو علم ہو گیا۔ اور وہ سودا کرنے سے رک گئے۔ اور کئی ہزار کا نقصان ہونے سے بچ گیا۔

تو اس کے بہت سے فوائد ہوتے ہیں۔ اس لئے اس معاملہ میں ضرور استخارہ کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ کہ ہندوؤں کے پاس رہنے سے مسلمانوں

پر یہ اثر پڑا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی اسلامی سادگی جو نکاح میں تھی۔ قربان کر دی۔ نکاح کے لئے کسی روپیہ کی ضرورت نہیں۔ مہر عورت کا حق ہے۔ جو مرد کی حیثیت پر ہو۔ وہ بہر حال دینا ہے۔ باقی جو یہ سوال لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے والوں سے ہوتا ہے۔ کہ کیا زیور کپڑا دوگے اور اسی طرح لڑکے والوں کی طرف سے یہ کہ کیا لڑکی کو دوگے۔ بہت تباہی بخش اور ذلیل طریق ہے۔ اس طریق نے مسلمانوں کی جائدادوں کو تباہ کر دیا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ناک نہیں رہتی۔ لوگ پوچھتے ہیں۔ لڑکی کیا لائی۔ اور اسی طرح اگر لڑکے والوں کی طرف سے کچھ نہ ہو تو لڑکی والے کہتے ہیں۔ ہماری ناک کٹتی ہے۔ چونکہ اس طریق سے تباہی آتی ہے۔ اس لئے جماعت کو بچنا چاہئے اور بجائے بڑے جہیزوں والی لڑکی اور بڑے زیور لانے والے لڑکوں کے یہ دیکھنا چاہئے کہ لڑکی جو گھر میں آئی ہے وہ مسلمان ہے اور لڑکا مسلمان ہے ورنہ بڑے بڑے زیور تباہی اور بربادی کا باعث ہو جاتے ہیں اور اس سے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں اور دین بھی ضائع ہو جاتا ہے اور لوگ سود میں مبتلا ہو کر جائدادوں کو کھو دیتے ہیں۔ اور اس کی ایک جڑ ہے۔ وہ یہ کہ لوگوں میں رواج ہے۔ کہ جہیز وغیرہ دکھاتے ہیں اس رسم کو چھوڑنا چاہئے۔ جب لوگ دکھاتے ہیں۔ تو دوسرے پوچھتے ہیں۔ جب دکھانے کی رسم بند ہوگی تو لوگ پوچھنے سے بھی ہٹ جائیں گے۔ ہمیشہ اس بات پر جانبین کی نظر ہونی چاہئے۔ کہ ہمارے دین پر ہمارے اخلاق پر اس معاملہ کا کیا اثر پڑیگا۔ بیاہ کا معاملہ انسان کے اختیار میں ہے۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اولاد کو نیک باپ سے ملایا جائیگا۔ اسی طرح جو نیک بیوی ہوگی وہ اپنے نیک خاوند سے ملائی جائیگی۔ اور جو نیک خاوند ہوگا اور اس کی اعلےٰ درجہ کی نیک عورت ہوگی۔ اس سے وہ ملایا جائیگا۔ کسی کی اولاد ہونا کسی کے اختیار میں نہیں۔ مگر نیک بیوی خود انتخاب کر سکتا ہے اور اسی طرح لڑکی والے نیک اور دیندار لڑکا انتخاب کر سکتے ہیں۔ نکاح کا طریق سادا ہے نہ باجے نہ کچھ۔ ایک نکاح خواں اور دو گواہ اگر نکاح خواں نہ ہو تو انسان گواہوں کی موجودگی میں اپنا نکاح خود پڑھ سکتا ہے۔ یا لڑکی کا ولی پڑھ سکتا ہے۔ نکاح کے بعد چھوہارے اکوئی اور چیز بانٹنا فرض نہیں مستحب نہیں۔ محض ایک پسندیدہ امر ہے۔ اور سنت ثابت ہے۔ اعلان نکاح کے لئے دف جائز ہے۔ مگر آج دنیا ترقی کر گئی ہے۔ اس کو لوگ پسند نہیں کرتے۔

خطبۂ جمعہ

مشیر کا فرض ہے کہ امانت دار ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ اور آیۃ شریفہ یا ایھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون (پارہ نہم رکوع ہیجدہم)

آج میرا منشا ایک اور ہی مضمون بیان کرنے کا تھا۔ مگر ایک خط نے جو آج ہی ایک دوست کی طرف سے ملا ہے۔ توجہ کو اور طرف پھیرا ہے۔ اور میں اس کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔

قوم زندہ تب رہتی ہے جب اسمیں کام کرنے کے اہل پیدا ہوتے ہیں

خوب اچھی طرح یاد رکھو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے بہت سے افراد میں کام کی اہلیت پائی جائے جن قوموں کے اکثر افراد میں کام کی اہلیت نہ ہو۔ وہ جلد تباہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ انسان فانی ہے۔ ایک عرصہ میں کام کرنے والے افراد مر جاتے ہیں۔ ان کے بعد جن کے ہاتھوں میں کام جاتا ہے۔ وہ کام کے اہل نہیں ہوتے۔ اس لئے ایسی جماعتیں بہت جلد تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس وہی جماعت قایم رہ سکتی ہے۔ جس میں ایک کام کرنے والے کے بعد دوسرا کھڑا ہو۔ اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا جائے۔

کام کی اہلیت اور قابلیت دو طرح پیدا ہوتی ہے اول عملی تجربہ سے دوسرے علمی طریق سے۔ اگر عملی قابلیت کے ساتھ علم نہ ہو۔ تو کوئی کامل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر علم کے ساتھ عمل نہ ہو۔ تو بھی کوئی شخص قابل نہیں ہو سکتا۔

علم و عمل

مثلاً ایک شخص نے عملی طور پر سرجری کو پڑھا ہو۔ اور ایک ذخیرہ کتب پڑھا ہو۔ مگر عملی تجربہ اس کو نہ ہو۔ اور وہ شخص اپنے علم کی بنا پر چاہے۔ کہ میں اپریشن کروں۔ تو یقیناً یہ شخص عالم ہونے کے باوجود کسی کی جان لیگا۔ لیکن اگر علم کے ساتھ اس نے عمل بھی کیا ہے۔ یعنی پہلے مردوں پر مشق کی ہے۔ پھر ماہر ڈاکٹروں کو اپریشن کرتے دیکھا ہے۔ اور ماہروں کے سامنے خود اپریشن کی مشق کی ہے۔ تو اس کا علم اور عمل مفید اور کارگر ہوں گے۔ تمام کاموں میں یہی ہوتا ہے۔ کہ علم کے ساتھ تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص محض کتب پڑھکر طبیب بننا چاہے۔ تو محال ہے۔ ضرورت ہے کہ طب کی کتب کے پڑھنے کے ساتھ لائق طبیب کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج کیا ہو۔ تب کامل ہوگا۔ ورنہ علم بغیر عمل کے ناقص رہے گا۔ اور عمل بغیر علم کے مفید نہیں ہوگا۔

ایک حکایت علم و تجربہ کا فرق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی علم اور عمل کے متعلق سناتے تھے۔ کہ ایک طبیب تھا۔ جو بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے طب کا علم خوب پڑھا تھا۔ اس نے رنجیت سنگھ کا شہرہ سنا تو دلی سے اس کے دربار میں پہنچا کہ شاید ترقی حاصل ہو۔ رنجیت سنگھ کا وزیر ایک مسلمان تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی۔ اور اس سے مہاراجہ سے ملنے کے لئے سفارش چاہی۔ وزیر کو اندیشہ ہوا۔ کہ اگر اس کا رسوخ ہو گیا۔ تو میں نہ کہیں گر جاؤں۔ اور طبیب کی سفارش نہ کرنا بھی اس نے مروت کے خلاف سمجھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے اسنے سفارش کی۔ اور کہا کہ حضور یہ بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے فلاں کتاب پڑھی ہے۔ فلاں کتاب پڑھی ہے۔ اور اس کے علم کی بہت تعریف کی۔ مہاراجہ نے پوچھا۔ کہ یہ تو بتاؤ۔ کہ انہوں نے علاج میں کیا کیا تجربے حاصل کئے ہیں۔ وزیر نے کہا۔ کہ تجربہ بھی حضور کے طفیل ہو جائے گا۔ رنجیت سنگھ دانا آدمی تھا سمجھ گیا کہ علم بغیر عمل کے کچھ نہیں۔ اور کہا کہ تجربہ کے لئے کیا غریب رنجیت سنگھ ہی رہ گیا ہے۔ بہتر ہے کہ حکیم صاحب کو انعام دیکر رخصت کر دیا جائے کہ تجربہ کار اور عالم تو ایک۔ لوگ عملی تجربہ کار ہوتے ہیں۔

جن کو مختلف شعبوں میں کام کی عملی واقفیت ہو۔ اور ایک عالم سمجھتے ہیں کہ جہاں غلطی ہو۔ ان سے مشورہ لیا جائے۔ غلطیاں ہونگی۔ مگر اس سے بھی قابلیت پیدا ہو گی۔ جب تک ان دونوں باتوں سے کام نہ لیا جائے۔ کچھ نہیں ہو سکتا اگر کسی جماعت میں کام کرنے والے تو جمع ہو جائیں۔ مگر آئندہ کام کرنے والے پیدا نہ ہوں۔ تو آخر وہ کب تک رہینگے۔ وہ دو سال۔ چار۔ دس۔ بیس حد سے حد سو سال میں مر جائینگے۔ تو ایسی جماعت دنیا میں اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی۔

زندہ جماعت کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس میں اس کے کام کو سنبھالنے والے پیدا ہوں۔ اور کثرت سے ہوں افراد مرجاتے ہیں۔ لیکن وہ جماعتیں جن کی یہ حالت ہو۔ کہ ان میں تربیت یافتہ افراد پیدا ہوتے رہیں۔ نہیں مرا کرتیں یہی روح ہے۔ جو کسی جماعت میں مسلسل چلنی چاہیئے۔

قابلیت پیدا کرنے کے دو ذریعہ

اسکے دو ذرائع ہیں۔ ایک وہ ہوں جو علم میں کامل ہوں وہ علمی مشورہ دیں۔ ہر دقیق مسئلہ اور مشکل معاملہ پر غور کریں۔ اور استنباط کر کے بہتر رائے دیں۔ ایک وہ ہوں۔ جو عمل کریں۔ اور کام کو خوبصورتی سے انجام دیں۔

مشورہ کی غرض

یاد رکھو کہ مشورہ کی یہی غرض نہیں ہوتی کہ جو مشورہ لیتا ہے وہ مشورہ کا محتاج ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بعض باتیں اس کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ وہ دوسروں سے پوچھتا ہے۔ لیکن اکثر یہ بھی غرض ہوتی ہے۔ کہ جن سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ ان کو سکھانا منظور ہوتا ہے۔ کہ ان میں قابلیت پیدا ہو:

پس ہمیشہ مشورہ کی غرض مشورہ لینے والے کی احتیاج نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نبی کے لئے مشورہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ تو رحم کے طور پر ہوتا ہے چنانچہ یہ بھی جماعت پر رحم ہی ہے کہ ان میں قابل اور مستعد لوگ پیدا ہوں۔ اور یہ غرض مشورہ کی ہوتی ہے۔ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں۔ تجربہ کار ہوتے ہیں مگر اپنے کام اپنی اولاد کے سپرد کرتے ہیں تاکہ ان کی نگرانی میں ان کو کام کی اہلیت آجائے۔ اور اگر ماں باپ اپنی نگرانی میں ان سے کام نہ کرائیں۔ تو ان کے بعد اولاد نالائق ثابت ہو۔ اور کوئی کام نہ کر سکے۔

مشورہ کیونکر لیا جاتا ہے

اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے مشورہ لئے جاتے ہیں۔ اور وہ کئی طرح سے لئے جاتے ہیں۔ کبھی مجلس میں ایک بات کی جاتی ہے اور اس سے غرض مشورہ ہوتا ہے۔ اور کبھی الگ بلا کر چند آدمیوں کو ان سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ کبھی زیادہ آدمیوں کو جمع کر کے مشورہ لیا جاتا ہے۔ پہلی غرض اپنی ہوتی ہے۔ کہ جن سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ ان میں استعداد پیدا ہو اور یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ مشورہ کس طرح لئے جاتے ہیں اور ان کی کیا شرطیں ہوتی ہیں۔ اور کس طرح پیش آمدہ مشکلات کو حل کیا جاتا ہے۔

مشورہ کی اہم شرط

مشورہ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط ہے۔ جس کو نظر انداز کرنے سے تباہی آجاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہر مشورہ امانت ہوتا ہے۔ جس سے مشورہ کیا جائے۔ وہ امانت کی طرح رکھے کیونکہ اس کے اظہار سے بہت دفعہ فتنہ پیدا ہوتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امانت سے کام کرے۔ یہاں یہ مطلب نہیں کہ خفیہ سوسائٹی بنائے۔ اور کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے جو کسی سے مشورہ لیا جائے۔ اس کو بھی چھپائے مثلاً کوئی شخص کسی کو کہے۔ کہ میں فلاں کو زہر دوں اور یہ چھپائے۔ یہ غلط ہے۔ اگر یہ اس مشورہ کو چھپائیگا تو یہ جرم کریگا۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ اسکو ظاہر کرے۔ اور اس کا اعلان کرے۔ پس اسلام میں خفیہ انجمنیں جائز ہی نہیں بلکہ مشورہ کو امانت رکھنے کے یہ معنے ہیں کہ مشورہ دینے والے کا اس میں اپنا کام ہو۔ کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا مد نظر نہ ہو۔ ایسا مشورہ ظاہر کرنا غلطی ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی کے پاس آئے اور کہے۔ کہ میں نے فلاں جگہ اپنا روپیہ رکھا ہے کیا وہ جگہ محفوظ ہے۔ اور یہ شخص بجائے اس بات کو امانت رکھنے کے اس کا اعلان کر دے۔ تو چور چلے جائینگے۔ اور روپیہ نکال کر لے جائینگے۔ پس ضروری ہے کہ جس مشورہ میں کسی کو نقصان پہنچانا مد نظر نہ ہو۔ ایسے مشورہ کو چھپایا اور مخفی رکھا جائے۔ اگر کسی مشورہ میں کسی کو نقصان پہنچانے کا خیال نہیں یا کسی کام کا سوال ہے کہ فلاں اس کام کا اہل ہے یا نہیں۔ تو بھی پوشیدہ رکھے کیونکہ نقصان پہنچانے کا سوال نہیں۔ بلکہ کام کے قابل یا ناقابل ہونے کا سوال ہے۔ کیونکہ اگر ایک شخص ایسے مشورہ میں جو کسی اہم کام کے متعلق ہو۔ اس شخص کے خلاف رائے دیتا جس کو وہ کام سپرد کرنے کی رائے کسی نے دی ہو۔ اور اسپر کوئی شخص جو اس کو اس کام کا اہل نہ سمجھتا ہو۔ تو چونکہ اس سے مشورہ لیا گیا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اس شخص کے متعلق جیسی رائے رکھتا ہے ظاہر کرے۔ اگر وہ صحیح رائے ظاہر نہ کرے۔ نالائق کو لائق بتائے۔ تو وہ منافقت کرتا ہے۔ مشورہ کے تو معنے ہی یہ ہوتے ہیں کہ لوگ صحیح صحیح رائے اپنے علم کے مطابق ظاہر کریں۔ اگر ایسا نہ کریں۔ تو وہ ایک منافقوں کی جماعت ہو جائینگے اور ایسی جماعت بہتر ہے کہ نہ ہو۔

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی غلطیاں ہمارے اس پچھلے مشورہ کے متعلق ہوئی ہیں۔ مجھے آج ہی ایک رقعہ آیا ہے۔ جسمیں وہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان کو کوئی کام سپرد کرنے کی رائے دی گئی تھی۔ مگر بعضوں نے ان کے خلاف رائے دی:

مشورہ امانت ہے اور اسے کسی کو بتانیوالا خائن ہے

وہ شخص جس نے ان کو جا کر یہ بات بتائی اس نے خدا اور رسول اور بندوں کی بھی خیانت کی۔ دیکھو جن سے مشورہ لیا گیا تھا۔ ان سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ صفائی سے اپنی رائے ظاہر کرینگے۔ اگر انہوں نے اپنی رائے ظاہر کی۔ تو انہوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو جھوٹ بولتے جو ان کے خیال میں نااہل تھا۔ اسکو اہل بتا کر خیانت کرتے۔ اور جس نے اس شخص کو اپنی خیر خواہی جتانے کے لئے کہا۔ اس نے فتنہ ڈلوانا چاہا اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ آئندہ لوگ کسی کے متعلق صاف رائے نہ دیں۔ اور اگر صاف رائے دیں تو لوگوں کی ناراضگی کو سر لیں۔ اور فتنہ پڑے۔ ایسا شخص جو مشورہ کی باتیں ظاہر کرتا ہے۔ فتنہ ڈلواتا ہے۔

فی الحال تو میں نے یہ کیا ہے۔ کہ دفتر امور عامہ میں ہدایت کی ہے۔ کہ معلوم کیا جائے۔ کہ وہ کونسا شخص تھا۔ اور اگر آئندہ بھی ایسا ہوا تو ایسے شخص کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا کہ اس سے نہ اب نہ آئندہ کبھی مشورہ لیا جائے۔

دیکھو ہمیں اخلاق سکھائے گئے ہیں۔ ابھی گورنمنٹ نے محکمے قائم کئے ہیں۔ نئے وزراء سے عہد لئے گئے ہیں۔ کہ وہ مشوروں میں رازداری سے کام لینگے۔ اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ تو دینی پہلو بھی لگا ہوا ہے۔ ہمارے ہاں جو مشورہ میں خیانت کرتا ہے وہ دوسروں میں فتنہ ڈلواتا ہے۔ اور خدا کا حکم توڑتا ہے اور خدا کا حکم توڑنے والا سمجھ لو کہ کس سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ بے شک کسی کے خلاف منصوبہ ہو تو اسکو ظاہر کرو۔ لیکن جب کام کرنے کا سوال ہو گا۔ تو بعض رائیں بعض کے خلاف بھی ہونگی۔ اسی جلسہ مشاورت میں بعض لوگ جو مجلس میں نہ تھے۔ ان کے متعلق کام کا سوال ہوا۔ میں نے کہا کہ وہ فلاں کام کے اہل نہیں۔ اور بعض مجلس میں بیٹھے تھے۔ ان کے متعلق بھی میں نے اسی خیال کا اظہار کیا۔ اگر لوگ یونہی ہاں میں ہاں ملا دیں تو وہ منافقت کرینگے۔ اور اگر وہ لوگ جن کے خلاف رائے دی گئی۔ افسوس کریں تو انکی غلطی اور جہالت ہوگی۔

ہر شخص ہر کام کا اہل نہیں ہوتا

اسمیں کیا شک ہے کہ ہر ایک شخص ہر ایک کام کا اہل نہیں ہوتا مثلاً سوال پیدا ہو۔ کہ ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر کس کو بنایا جائے کوئی کہدے کہ خود خلیفۃ المسیح ہی ہیڈ ماسٹری کا کام کریں اور کوئی میرے خلاف رائے ظاہر کرے تو میرے لئے اس میں کوئی غصہ کی بات نہیں۔ کیونکہ سکول میں حساب اور انگریزی بھی پڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور مجھ کو یہ چیزیں نہیں آتیں۔ یا کسی منارہ کی تعمیر کا سوال ہو۔ کوئی کہے کہ خلیفۃ المسیح ہی اپنے اہتمام میں بنوالیں۔ اور کوئی کہے کہ یہ تو انجنیر نہیں ہیں۔ تو یہ اس کا اعتراض غلط نہ ہو گا۔ یا اگر ہم گذارے کے قابل کوئی عمارت بنوا بھی سکتے ہوں۔ مگر چونکہ ہماری قابلیت مشکوک ہوگی۔ اسلئے معترض کا اعتراض غلط نہیں۔ اور ہمارے لئے غصہ کا مقام نہیں۔ ہاں خدا کسی کو کسی کام کے قابل بنائے۔ تو اسپر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں خلافت کے قابل نہیں۔ تو میں کہونگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ خدا نے مجھے خلافت کے قابل بنایا اور خلیفہ مقرر کیا ہاں اگر ہیڈ ماسٹری کا سوال ہو۔ تو میں خود کہوں گا کہ میں قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امنٰتکم وانتم تعلمون۔ اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو۔ نہ آپس میں خیانت کرو اور تم جانتے ہو۔ کیونکہ مشوروں وغیرہ میں خیانت کے نقصان بہت صاف اور کھلے ہوتے ہیں۔ جو شخص خیانت کرتا ہے وہ خدا کے غضب کا مستحق ہوتا ہے۔ خفیہ مجالس میں شامل نہ ہو کہ کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے مشورے نہ کرو۔ مگر دوسرے امور کے مشوروں کو چھپاؤ۔ کیونکہ جب مشورہ ہو گا تو کسی کی رائے خلاف ہو گی۔ جس کے خلاف ہو گی۔ اس کو برا معلوم ہو گا۔ جب اس کو علم ہو گا تو وہ دوسرے کو اپنا خواہ مخواہ دشمن سمجھ لیگا۔ اسلئے مشوروں کا ظاہر کرنا جرم ہے۔

میں نے دیکھا ہے۔ کہ کس طرح اس سے فتنے پڑتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضہ کے وقت میں ایک مدرس کی ترقی کا سوال تھا۔ میرے خیال میں وہ شخص مستحق تھا۔ میں نے رائے دی کہ ہاں اسکو ترقی ملنی چاہیئے۔ ایک دوسرے شخص نے کہ وہ بھی ممبر تھا۔ اس کے خلاف رائے دی۔ اجلاس ختم ہونے کے بعد اسی شخص نے جس نے مجلس میں رائے خلاف دی تھی۔ اس کو کہا کہ تمہیں ترقی تو مل جاتی مگر میاں صاحب نے مخالفت کی۔ میں نے جو اس کے حق میں رائے دی تھی۔ اس کی خاطر نہ تھی۔ بلکہ انصاف کی خاطر تھی مگر دوسرے شخص نے مجلس میں خلاف رائے دیکر باہر جاکر اسکو خیر خواہی جتائی ایک مدت کے بعد باتوں باتوں میں یہ راز کھلا۔ اور اس نے کہا کہ آپ نے میرے خلاف رائے دی تھی۔ تو میں نے اسکو بتایا۔ کہ میں نے تو خلاف رائے نہیں دی۔ تو اس طرح شریر شرارت کر گذرتے ہیں۔ اسلئے مشوروں کے متعلق حکم ہے۔ کہ ظاہر نہ کئے جائیں۔ میں نے بتایا ہے کہ دنیاوی معاملات میں بھی رازداری سے کام لیا جاتا ہے۔ ہمارا معاملہ تو آخرت تک چلتا ہے۔

پس جب مشورہ لیا جاتا ہے۔ اور جن سے لیا جاتا ہے اسی لئے لیا جاتا ہے۔ کہ وہ صاف اور صحیح رائے دیں اگر یہی سلسلہ رہا۔ اور اس سے فتنہ پڑنا لازمی ہے۔ تو یا تو لوگ صاف رائے نہ دینگے۔ اور جب صاف رائے نہ دینگے۔ تو ہم اس سلسلہ کو ہی بند کر دینگے۔ اگر تم میں اہلیت پیدا نہ ہو گی۔ تو تمہارا قصور ہو گا۔ موجودہ کام کرنیوالے مر جائینگے اور تم کچھ کام نہ کر سکو گے۔ پس دونوں راہیں کھلی ہیں۔ چاہو کہ آئندہ کو احتیاط کا پہلو اختیار کرو۔ اور کام کی اہلیت سیکھو۔ یا تم سے آئندہ مشورہ نہیں لیا جائے گا۔ اگر ضرورت ہے کہ جماعت زندہ رہے۔ اور کام کے اہل پیدا ہوں تو مشوروں میں خیانت کا طریق نہایت غداری کا طریق ہے۔ فتنہ کا طریق ہے۔ اگر کسی کے خلاف سازش ہو۔ اعلان کرو۔ ورنہ مشورہ ظاہر کرنا خدا اور رسول اور بندوں کی امانت میں خیانت ہے۔ اگر کسی کا اپنا فائدہ ہے کسی کا نقصان نہیں تو تم مت ظاہر کرو۔

ان فرقوں میں امتیاز کرو۔ اور یاد رکھو کہ مشورہ میں امانت کرو اور سازش سے پرہیز کرو۔

اللہ تعالیٰ تم میں کام کی اہلیت پیدا کرے۔ اور تم مشورہ کی امانت داری کی اہمیت سمجھو۔ اور خدا اور رسول اور بندوں کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ اور اس طریق سے بچو جس سے جماعت میں فتنہ پڑے۔ بلکہ وہ راہ اختیار کرو جس سے جماعت بڑھے اور اس کا نظم ترقی کرے۔ آمین۔ خطبہ ثانی میں فرمایا۔ میں نے جیسا کہ درس میں اعلان کیا تھا۔ تبدیل آب و ہوا کے لئے ۹ یا دس روز کیواسطے باہر جاتا ہے۔ میرے پیچھے مقامی جماعت کے امیر مولوی شیر علی صاحب ہونگے۔

رپورٹ ماہ جنوری

اس مہینے میں چالیس نئے خریدار بڑھے۔ اور ایک سو بوجہ واپسی وی پی بند ہوئے۔ ساٹھ خریداروں کی کمی ہے۔

احباب سے مخفی نہ ہے۔ کہ الفضل کے موجودہ اخراجات اس صورت میں پورے ہو سکتے ہیں کہ پانسو خریدار اور مہیا ہوں مگر صورت واقعہ یہ ہے کہ ۶۰ خریدار پہلے خریداروں سے بھی کم ہو گئے ہیں۔ احباب توجہ فرماویں جو خریدار کم ہوئے ہیں وہ زیادہ تر وی پی انکاری آجانے کی وجہ سے ہیں۔ رکارڈ بھیجے گئے ہیں۔ امید ہے پھر جاری کرائے جائینگے + اس مہینے میں مفصلہ ذیل اصحاب نے خریدار بنائے۔

(۱) حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ ایک خریدار۔ (۲) مستری [illegible] ایک خریدار (۳) [illegible] ۱۴ خریدار - [illegible] - منیجر الفضل قادیان +

دلچسپ نوٹ

(از مسٹر محمد امین صاحب (سابق ساگر چند) بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور)

کثرت ازدواج جو لوگ اسلام میں کثرت ازدواج کے جائز ہونے پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ وہ لنڈن کے اخبار ٹائمز میں جو حال ہی میں ایک نوٹ چھپا ہے۔ اس سے نصیحت پکڑیں۔ ہم اس کا لفظی ترجمہ کرتے ہیں۔

"جنگ کی وجہ سے آسٹریا میں مردوں کی اس قدر کمی ہوگئی ہے۔ کہ ویانا (دار الخلافہ آسٹریا) کے امیر کبیروں کے اشتہار ہر روز اخباروں میں چھپتے ہیں۔ جن میں وہ لوگوں کو اپنی بیٹیوں کے ساتھ شادی کرنے پر رضامند کرنے کیلئے بڑی بڑی رقمیں پیش کرتے ہیں مفصلہ ذیل اشتہار ایک مالک کارخانہ نے چھپوایا ہے ایک کارخانہ کے مالدار مالک کو اپنی اٹھارہ سالہ لڑکی کے لئے جو کہ خوبصورت۔ تندرست۔ گانا بجانا جاننے والی۔ نازک اندام اور سمجھدار ہے۔ ایک خاوند کی ضرورت ہے۔ جہیز بیس ہزار پونڈ۔ درخواستیں اس پتہ پر ہوں۔

اسی طرح کے اور بہت سے اشتہارات ہیں۔ جن میں عورتیں ان لوگوں کو جو ان سے شادی کرنے پر رضامند ہوں۔ چالیس چالیس ہزار پونڈ (یعنی چھ چھ لاکھ) روپیہ دینے کو آمادہ ہیں"۔

گائے کشی ہندو حضرات مسلمانوں کو طعنے دیتے رہتے ہیں۔ کہ ان کی گائے کشی سے گھی دودھ مہنگا ہو گیا ہے سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا مغل زمانے میں جب کہ گھی دودھ سستا تھا۔ مسلمان گائے نہیں کھاتے تھے۔ انگلستان میں جہاں ہر شخص ہر روز گائے کا گوشت نہایت شوق سے کھاتا ہے۔ گھی دودھ کیوں نایاب نہیں ہو جاتا۔ وہ ہندو جو کہ مسلمانوں سے اس لئے نفرت کرتے ہیں۔ کہ مسلمان گائے کھاتے ہیں۔ اگر کوئی انگریز افسران کو ضیافت پر بلالے تو خوش کیوں ہو جاتے ہیں۔ کیا ہندو بھائی تعصب کی عینک آنکھوں سے اتار کر ذیل کے امور پر غور کریں گے۔

ہندوستان میں گائے کی نسل اس لئے گھٹتی جاتی ہے۔ کہ یہاں چراگاہیں گھٹتی جاتی ہیں اور چراگاہیں اس لئے گھٹتی جاتی ہیں۔ کہ ہندو زمیندار ان کو ہضم کرتے جاتے ہیں۔ اور لالچی بنیئے سود کی حرص میں غریب کسانوں کو اپنے مویشی بیچ ڈالنے پر مجبور کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے یورپ امریکہ میں چونکہ گایوں کے لئے چراگاہیں بہت ہیں۔ وہاں باوجود گاؤکشی کے گایوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ گھٹتی نہیں۔

بعض تعلیم یافتہ ہندو کہتے ہیں۔ کہ "گایوں کا دل دکھانا پاپ ہے" لیکن انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے کیا اس کا دل دکھانا پاپ نہیں۔ پس گایوں کی خاطر ہندو مسلمانوں کے دل کیوں دکھاتے ہیں۔

بولشے وزم ہندوؤں کے بعض لیڈر (جن میں مسٹر بپن چندر پال خصوصیت رکھتے ہیں) آج کل زور شور سے بولشے وزم کی تبلیغ کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ جرمن کے مشہور شاعر گوئٹے نے کہا ہے۔ کہ بھوتوں اور جنوں کا بلا لینا آسان ہے۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ آگئے تو ان کا بھگا دینا مشکل ہے۔ مشہور انگریز مصنف تھیوڈر موریسن لنڈن کے اخبار "آبزرور" میں لکھتا ہے کہ ہندو اچھوت ذاتوں پر اس قدر ظلم روا رکھتے ہیں۔ کہ ان اچھوتوں میں بولشے وزم بڑی آسانی سے پھیل جائے گی جس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ سر تھیوڈر موریسن کہتا ہے۔ کہ جب ہندوستان میں بولشیوک انقلاب ہوا۔ تو کسی ضلع کا چمار کمانڈر کسی برہمنی سے وہی سلوک کریگا۔ جو سنہ ۱۷۹۳ء کے فرانسیسی انقلاب میں ایک نیچ ذات کے کمانڈر نے ایک ڈیوک کی بیوی سے کیا۔ کیا مسٹر پال ان سطور کو غور سے پڑھینگے۔

مسٹر موریسن یہ فرماتے ہیں۔ کہ اسلام چونکہ مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی ممالک کو بولشے وزم سے کچھ خطرہ نہیں ۔

اعلان

بہشتی مقبرہ میں کتبے لگوانے کے واسطے مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ میں تحریک کی ہوئی ہے۔ امید ہے۔ کہ منظوری صادر ہونے کے بعد ماہ مارچ یا اپریل سنہ۲۱ء میں کتبے لگوانے کا انتظام کیا جاوے گا۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ان وارثان موصیان کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جن کے کتبے تا حال نہیں لگے۔ کہ وہ پندرہ یوم کے اندر اندر نام موصی معہ مفصل پتہ سکونت عمر تاریخ وفات جائے مدفن وغیرہ سے دفتر بہشتی مقبرہ میں اطلاع کر دیویں۔

افسر مقبرہ بہشتی

ایک نومسلم بھائی کی امداد

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک عیسائی ہمارے ایک احمدی بھائی کی کوشش سے معہ اہل و عیال داخل سلسلہ ہوئے ہیں اور آج کل قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔ بیکاری کی وجہ سے ان کو سخت تکلیف ہے۔ کمپونڈر کے کام سے خوب واقف ہیں۔ بلکہ علاج معالجہ میں بھی کچھ دسترس رکھتے ہیں۔ انہوں نے مختلف جگہوں پر کمپونڈری کی ملازمت کی ہے اور کارکردگی کے اچھے اچھے سارٹیفکیٹ ان کے پاس ہیں۔

اگر ہمارے کوئی بااثر احمدی دوست کسی ہسپتال میں انہیں ملازم کرا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ ایک نومسلم بھائی کی امداد نہایت ثواب کا کام ہے۔ ناظر امور عامہ

ضرورت ہے

افریقہ میں سب اسسٹنٹ سرجنوں کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۵۰ روپے سے شروع ہوتی ہے۔

جو صاحب یہاں ملازمت کرنا چاہیں۔ بہت جلد اپنی اپنی درخواست بمعہ نقول سارٹیفکیٹ دفتر امور عامہ میں بھیجدیں۔

احمدیوں کیلئے عمدہ موقع ہے۔ کہ معقول تنخواہ سے علاوہ تبلیغ کا بھی انہیں موقع ملیگا۔ ناظر امور عامہ

ہندوستان کی خبریں

بنگالی عورتوں کا جواب بنگالی مردوں کو نوجوانان بنگال نے بنگال کی عورتوں سے عدم تعاون کی تحریک میں شریک ہونے کی درخواست کی تھی۔ جس کا انہوں نے حسب ذیل جواب دیا ہے۔

"تم نے عورتوں کو چاردیواروں میں بند۔ تعلیم سے محروم۔ اور وزنی زیورات کے بوجھ کے نیچے دبائے رکھا تم انہیں تعلیم سے محروم رکھنے کے مجرم بنے۔ جب تم نے انہیں روشن خیالی میں اپنا شریک بنانا منظور نہیں کیا۔ تو وہ اگر امور سیاسی میں تمہاری شریک کار نہ ہوں تو تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ تم اوروں کی بدسلوکی کے شاکی ہو۔ کیا تم نے ہم سے بدرجہا زیادہ بُرا سلوک نہیں کیا۔ تم نے ہمیں کمزور و محتاج بنا دیا۔ اب ہم سے کس بات کی توقع رکھتے ہو؟"

بنگال سے چاول کی برآمد بند کلکتہ ۱۰ فروری۔ بنگال کی مجلس وضع قوانین میں ایک قرار داد کے ذریعہ ہندوستان سے چاول کی برآمد روکنے کی سفارش کی گئی۔ ہاں اگر ملک کی ضروریات سے بچ رہے۔ تو اس صورت میں برآمد ہو سکتی ہے۔

جنگی یادگار کا سنگ بنیاد دہلی ۱۰ فروری۔ آج دوپہر کے بعد ڈیوک آف کناٹ نے جنگی یادگار کا افتتاح کیا۔ کمانڈر انچیف اور دیگر فوجی افسروں کے علاوہ لارڈ چیمسفورڈ وائسرائے ہند بھی موجود تھے۔ ڈیوک آف کناٹ نے تقریر کرتے ہوئے ملک معظم کی طرف سے ہندوستانی فوج کی جنگی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔

بنارس میں قومی یونیورسٹی کا افتتاح بنارس ۱۰ فروری۔ مسٹر گاندھی نے آج کاشی ودیا پیٹھ (بنارس یونیورسٹی) کی افتتاحی رسم ادا کی۔ اس رسم کی ادائیگی کے بعد انسپکٹر شہر نے بابو رام چندر مشہور لیڈر کو گرفتار کر لیا۔

جموں کالج کے طلباء کی معافی گوجرانوالہ سے طلباء کے واپس آنے پر پرنسپل نے کالج کو بند کر دیا ایک ہفتہ تک لڑکوں میں خوب جوش رہا۔ اس کے بعد پرنسپل نے اعلان کیا۔ کہ کالج ۵ فروری سے ان لڑکوں کے لئے کھل جائیگا جو گوجرانوالہ نہیں گئے لڑکوں کے لیڈر حبیب اللہ خاں نے معافی مانگ لی۔ پھر سب نے معافی مانگ لی۔

مشن کالج لاہور کھل گیا مشن کالج کے طلباء میں ہیجان کو دیکھ کر پرنسپل نے دس دن کے لئے کالج بند کر دیا تھا اب ۷ فروری کو کھل گیا۔ کثیر التعداد طلباء کالج میں گئے۔ پرنسپل نے طلباء کو جلسہ کرنے سے روک دیا۔

صوبہ سرحدی میں داخلہ کی ممانعت ۱۰ فروری کے بندے ماترم میں لالہ لاجپت رائے نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں بتایا ہے۔ کہ ان کو سرحدی صوبہ کے حاکم نے پشاور میں داخل ہونے سے روک دیا۔ جب کہ وہ پشاور میں ہندوؤں اور سکھوں میں صلح کرانے جا رہے تھے اور ایڈیٹر سیاست کو بھی صوبہ سرحدی داخل نہ ہونے کا حکم ملا ہے۔

پنجاب کونسل کے اجلاس کی تاریخ پنجاب کی مجلس وضع قوانین کا اجلاس ۲۳ فروری کو بدھ کے روز سے ایوان کونسل لاہور میں شروع ہوگا۔

دہلی میں ہڑتال پراونشل کانگریس کمیٹی کے رزولیوشن کے تتبع میں ۹ فروری کو دہلی میں کامل ہڑتال منائی گئی۔ اور اس طرح ڈیوک کے مشن پر اور کونسلوں کے افتتاح پر پبلک نے اپنی ناراضی کا اظہار کیا۔

غازی آباد میں جلسہ دہلی میں قانون مجالس ممنوعہ نافذ ہونے کے سبب سے باشندگان دہلی کا ایک بڑا جلسہ ڈاکٹر انصاری کی صدارت میں بمقام غازی آباد منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے دہلی سے بذریعہ اسپیشل ٹرین ہزارہا آدمی غازی آباد پہونچ گئے۔ حکیم اجمل خاں وغیرہ نے تقریریں کیں۔ جن میں نئی لجسلیٹو کونسلوں سے بے اطمینانی ظاہر کی گئی۔ اور وکلا اور طلباء سے یہ استدعا کی گئی۔ کہ وہ ترک موالات کو کامیاب بنانے کی غرض قومی خدمت پر تیار ہو جائیں۔ دہلی میونسپلٹی کی طرف سے ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ کو جو ایڈریس دیا گیا تھا۔ اس کی سختی سے مخالفت کی گئی۔

لکھنؤ کے طلباء میں تحریک عدم تعاون اصول ترک موالات کے ماتحت سرکاری و امدادی اسکولوں کو چھوڑنے کی تحریک لکھنؤ کے طلباء میں عام طور پر سرایت کر چکی ہے کئی سکولوں کے طلباء اس سے ۱/۲ فی صد متاثر ہو چکے ہیں۔

ولائتی کفن کی وجہ سے ایک مردہ کا بائیکاٹ ملیح آباد میں ایک جنازے کا بائیکاٹ کیا گیا۔ اور وہاں کے مسلمانوں نے جنازے کے ہمراہ جانے سے اس لئے انکار کر دیا۔ کہ اس کا کفن ولائتی تھا۔

ایوان والیان ریاست کی مجلس منتظمہ دہلی ۱۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ والیان ریاست کے ارکان نے ایک مجلس منتظمہ مرتب کی ہے۔ جس کے ارکان مہاراجہ سندھیا۔ مہاراجہ بیکانیر۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ مہاراجہ صاحب جام نگر۔ راؤ صاحب کچھ اور نواب صاحب پالن پور ہیں۔

ایوان راجگان کا چانسلر معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ بیکانیر ایوان مہاراجگان کے چانسلر مقرر ہوئے ہیں۔

وزرائے بنگال کا ایثار بنگال لیجسلیٹو کونسل کے جمعہ کے اجلاس میں وزراء کی تنخواہوں کی کمی کی تمام تجاویز کی استرداد کی وجہ سے مسٹر سریندر اناتھ بینرجی نے تالیوں کی گونج میں اعلان کیا کہ وزراء نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ وصول کریں گے۔ جس کے وہ حقدار ہیں۔ لیکن اس رقم میں سے وہ صرف اڑتالیس ہزار اپنے ذاتی استعمال کے لئے رکھینگے اور باقی خیراتی کاموں میں صرف کریں گے۔

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

آئرلینڈ اور مسٹر لائڈ جارج آئرلینڈ کے متعلق مسٹر لائڈ جارج نے کہا۔ سن فینر سمجھتے ہیں۔ کہ وہ آئرلینڈ کی اپنی بری و بحری فوجیں ضرور رکھیں گے۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ انہیں یہ فوجیں ہرگز رکھنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔

متفرق خبریں

مصر میں تمام ثانوی سکول بند قاہرہ ۸ فروری گورنمنٹ نے ملک کے تمام ثانوی سکول اس وقت تک کے لئے بند کرا دیئے ہیں۔ جب تک اس بات کی ضمانت نہ ہو۔ کہ انہیں سیاسی اغراض کے لئے استعمال نہ کیا جائیگا۔

چوبیس ٹن سونا لنڈن ۷ فروری۔ برلن پیرس ایکسپریس کی آخری چار گاڑیاں ہیں ہاک تاوان میں سکوں سے بھری ہوئی تھیں جس کی مجموعی مقدار چوبیس ٹن سونا ہوتا ہے۔ یہ روپیہ بنک آف فرانس میں کمیشن تاوان کے حساب میں منتقل کیا گیا ہے۔

افغانستان میں جبری بھرتی وہ مسافر جو افغانستان کے مختلف حصص سے برطانی علاقہ میں آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ حکومت افغانستان فوج کے لئے رنگروٹ مہیا کرنے کے لئے زبردست کوشش کر رہی ہے۔ اور یہ کہ ہشت نفری (یعنی آٹھ میں سے ایک آدمی) جبری بھرتی کا طریقہ تمام صوبوں میں رائج کیا گیا ہے۔

بولشویکوں اور انگریزوں کی لڑائی طہران سے ۶ فروری کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ ناگو بارگیلان میں بالشویکوں اور انگریزوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ دشمن کو منتشر کر دیا گیا۔

ایشیائے کوچک میں ایک عظیم جنگ کی تیاریاں ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ۔۔۔۔ یونانی سپاہی ایشیائے کوچک میں ایک نیا جارحانہ حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور ترک بھی مقابلے کے لئے مستعد نظر آتے ہیں۔

غزنی میں بالشویک سردار کا قتل الہ آباد ۱۰ فروری۔ مسٹر پائنیر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ غزنی کے مقام پر براون کو قتل کر دیا گیا۔ یہ صاحب اس بالشویک وفد کے سرکردہ تھے۔ جو سب سے پہلے کابل آیا تھا۔

امیر فیصل کے خیالات لنڈن ۹ فروری۔ امیر فیصل فرماتے ہیں۔ کہ شاہ حسین نے معاہدہ ورسیلز کی ہرگز توثیق نہیں کی۔ کیونکہ اس میں چند ایسی شرائط درج ہیں۔ جو سابقہ عثمانی اور عرب صوبجات سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان شرائط کے رو سے عربوں کے ان مقاصد کی تکمیل نہیں ہوتی۔ جن کے لئے عربوں نے دول متحدہ کا ساتھ دیا۔ اور دوش بدوش آمادہ جنگ رہے۔

امیر فیصل کہتے ہیں۔ کہ عرب برطانیہ پر معترض نہیں ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ زمانہ جنگ کا اتحاد جاری رہے عرب حکومت محض سرحد کے تحفظ اور داخلی محافظت وامان ہی کی ذمہ دار نہیں۔ بلکہ برطانیہ کے اقتصادی اور سیاسی مفاد کی ذمہ دار ہے۔

امیر فیصل کا خیال ہے۔ کہ اس مسئلہ کا حل برطانی محصول دہندگان کی آرزو کے مطابق ہوگا۔ اور برطانیہ عظمیٰ کے مواعید کی تکمیل کرا سکے گا۔ اس کے معاوضہ میں عرب کسی زر اعانت کے طلبگار نہ ہونگے۔ بلکہ عراق عرب کے مال و دولت کو قرضہ کی کفالت کے لئے پیش کریں گے۔ عراق عرب مصر کی طرح ہو جائیگا۔

آسٹریا اور شاہی خاندان کی واپسی کا مسئلہ لنڈن ۹ فروری۔ ہیپسبرگ خاندان کے ہوا خواہوں کی جد و جہد اور معزول شاہ کارل کو بوڈاپسٹ لانے کی کوششوں کو محسوس کرنے کے بعد برطانی ہائی کمشنر متعینہ بوڈاپسٹ نے اس اعلان کا اعادہ کیا۔ کہ دول متحدہ ہیپسبرگ خاندان کے واپس آنے کی سخت مخالف ہے۔

لنڈن کانفرنس کیلئے جرمنی کی تیاریاں لندن ۹ فروری۔ برلن کا ایک برقی پیام مظہر ہے۔ کہ سرکاری حلقے قریب الوقوع لنڈن کانفرنس کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت مستعدی سے اپنے معاملہ کو مضبوط بنانے کے لئے متواتر مصروف عمل رہے ہیں۔ نہایت مشہور ماہرین صنعت و حرفت نہایت سرگرمی سے مسٹر سمنز کے ساتھ خفیہ طور پر ساز باز کر رہے ہیں۔ جو انہیں جوابی تجاویز کو مرتب دینے میں مدد دے رہا ہے۔

لارڈ ریڈنگ کی امیدیں لندن ۹ فروری۔ لارڈ ریڈنگ نے لندن کے سالیسٹرز کمپنی کے سالانہ دعوتی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس وقت بہر کیف اس کے قانون پیشہ کا تقریباً اختتام ہے۔ وہ اب اس اہم بالشان کام میں مصروف ہونے کو ہے۔ جس میں نہایت اہم ذمہ داریاں ہیں۔ اس میں یہ بڑی بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ گو یہ کام بے شک و شبہ مشکلات سے پر ہے۔ جن کا مردانہ وار مقابلہ کرنا پڑیگا وہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے ہندوستان جائیگا اس کے بہت سے دوستوں نے بڑی حوصلہ افزائی سے کام لے کر اس کی تائید و اعانت کی ہے۔ اسے امید ہے کہ وہ اس خدمت کو سرانجام دینے کے قابل ہوگا۔ جس کے لئے وہ مستعد و آرزومند ہو کر جائے گا۔"

امریکہ کی بحری طاقت واشنگٹن ۹ فروری بحری کمیٹی کی ایک اطلاع اس امر پر زور دیتی ہے۔ کہ امریکہ کی بحری فوج کم از کم کسی دوسری حکومت کی بحری فوج کے برابر ہونی چاہیئے۔ کمیٹی جہازوں کے تعمیر کے پروگرام میں کسی قسم کی مداخلت کرنے کے مخالف ہے۔

حکومت یونان اور بحالی امن اتھنز ۹ فروری سفارت یونانی کو ایتھنز سے معلوم ہوا ہے۔ کہ (؟) ۔۔۔ قائم مقام اسمبلی (مجلس) میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ حکومت کی پالیسی غیر متغیر ہے۔ معاہدہ سیورس کا قیام وہ چھوٹی سے چھوٹی بات ہے۔ جو قومی مفاد کی کفیل ہوگی۔ گورنمنٹ کو یقین ہے۔ کہ ان مزید قربانیوں کی قیمت پر جن کے لئے یونان تیار ہے۔ اتحادیوں کے ساتھ شریک عمل ہونے سے مشرق میں دوبارہ امن قائم ہو سکتا ہے ٭

(باہتمام شیخ محمد ۔۔۔ صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر الفضل کیلئے شائع ہوا)